جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

An Analysis of the Strengths and Weaknesses of Scientific Interpretation of the Quran in the Subcontinent

Syed Mujtaba Akhtar Razavi[1]

Abstract

The interpretation of the Quran has always been a central focus for Muslims and even non-Muslims since its revelation, with various exegetical approaches emerging over time. In the modern era, scientific interpretation (Tafsīr ʻIlmī) has gained prominence, particularly in light of scientific advancements. The Indian subcontinent—home to the largest Muslim population—has played a significant role in Quranic studies, yet scientific exegesis in this region has received limited scholarly attention. This article critically examines the strengths and weaknesses of the scientific interpretation movement in the subcontinent through an analytical and descriptive methodology, utilizing library resources. Findings indicate that its strengths include promoting rationality, expanding exegetical knowledge, defending the Quran, demonstrating harmony between scripture and science, affirming the Quran's scientific miracles, and reinforcing Muslim faith. However, shortcomings arise from the lack of necessary methodological rigor, such as relying on unverified scientific theories, prioritizing science over textual context, imposing extraneous meanings on verses, neglecting linguistic and contextual nuances, contradicting established prophetic traditions (Sunnah), diverting from the Quran's primary purpose of guidance (Hidāyah), and unjustly criticizing classical scholars. The study underscores the need for a balanced approach to scientific exegesis that respects both Quranic hermeneutics and empirical science.

Keywords: Quran, Scientific Interpretation (Tafsīr ʻIlmī), Indian Subcontinent, Weaknesses, Strengths, Benefits, Limitations.

[1]. Assistant Professor and Faculty Member, Department of Qur'anic Sciences and Qira'at Techniques, Higher Education Center for Qur'an and Hadith, Al-Mustafa International University. (seyedmojtaba_akhtarrazavi@miu.ac.ir)

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

برصغیر پاک وہند میں قرآن کی سائنسی تفسیر کی خوبیاں اور خامیاں کا تجزیہ*

سید مجتبیٰ اختر رضوی[1]

اشاریہ

قرآن کی تفسیر اس کے نزول کے وقت سے ہی مسلمانوں اور حتیٰ کہ غیر مسلموں کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ مفسرین کے درمیان بہت سے طریقے اور رجحانات پائے جاتے ہیں۔آج کے دور میں قرآن کی تفسیر کے طریقوں میں سے ایک اہم طریقہ سائنسی تفسیر ہے۔ موجودہ دور میں سائنس کی ترقی اور بڑھتی ہوئی دریافتوں کے پیش نظر یہ طریقہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ برصغیر پاک و ہند بہت اہمیت کا حامل ہے، کیونکہ اس میں دنیا کی سب سے زیادہ مسلم آبادی ہے اور اس میں قرآنی علوم پر بہت زیادہ کام ہوا ہے، اس سرزمین میں سائنسی تفسیر کا جائزہ لینا ضروری ہے، جس پر اب تک کم توجہ دی گئی تھی۔ برصغیر میں سائنسی تفسیر میں بہت نشیب و فراز رہا ہے۔ یہ مضمون ایک تنقیدی تجزیاتی وضاحتی طریقہ اور لائبریری کے وسائل کا استعمال کرتے ہوئے برصغیر پاک و ہند میں سائنسی تفسیری تحریک کی طاقتوں اور کمزوریوں کا جائزہ لینے کی کوشش کرتا ہے۔ موجودہ مطالعے کے نتائج سے معلوم ہوتا ہے کہ عقلانیت پر زور، تفسیر کے علم کا فروغ، قرآن کا دفاع، قرآن اور سائنس کے درمیان عدم تضاد کا ثبوت، قرآن کے سائنسی معجزے ہونے کا ثبوت، قرآن پر مسلمانوں کے ایمان کی مضبوطی، برصغیر میں سائنسی تفسیر کی خوبیاں اور مثبت نکات میں سے ہے۔ اس کے علاوہ، سائنسی تفسیر کی ضروری شرائط کا نہ ہونا کچھ خامیوں اور کمیوں کا سبب ہے، جن میں تفسیر میں سائنسی غیر یقینی مفروضوں کا استعمال، آیات کو سمجھنے میں سائنس کو اصل بنیاد قرار دینا، قرآن سے تمام علوم نکالنے کی کوشش کرنا، قرآن کے معانی کو محدود کرنا، قرآنی الفاظ کے صحیح مفہوم کو نظر انداز کرنا، آیات کے سیاق و سباق پر توجہ نہ کرنا، مسلمہ سیرت کی مخالفت کرنا، قرآن کس حقیقی مقصد یعنی ہدایت سے دور ہونا، اور گزشتہ علما اور مفسرین پر غیر مناسب انداز سے تنقید کرنا انہی خامیوں میں سے ہے۔

کلیدی الفاظ: قرآن، سائنسی تفسیر، برصغیر پاک و ہند، خامیاں، خوبیاں، فوائد، کمزوریاں۔

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۵/۱/۲۵ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۵/۴/۱۴

۱. اسسٹنٹ پروفیسر و فیکلٹی ممبر، شعبۂ علوم و فنونِ قرائات، قرآن و حدیث ہائر ایجوکیشن سینٹر، المصطفیٰ انٹرنیشنل یونیورسٹی.
(seyedmojtaba_akhtarrazavi@miu.ac.ir).

تمہید

تفسیر قرآن کی تاریخ بہت پرانی ہے، مفسرین نے الگ الگ ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے اور اپنے اپنے رجحان کے مطابق آیات کی تفسیر کی ہے۔ طریقوں کے اطلاق میں تنوع کے ساتھ ساتھ ذوق کے فرق نے تفسیر میں متعدد طریقے اور رجحانات پیدا کیے ہیں۔ ہر طریقہ کے مثبت اور منفی نکات ہو سکتے ہیں جس طرح ہر تفسیر کو اس کی خوبیوں اور خامیوں کے لحاظ سے جانچا جا سکتا ہے۔

قرآن پاک کی تفسیر کا ایک اہم ترین طریقہ جس پر حال میں اہل علم کی توجہ حاصل ہوئی ہے وہ قرآن کی سائنسی تفسیر ہے۔ موجودہ مطالعے کی اہمیت ایک طرف تو عصر حاضر میں سائنسی تفسیر کے مقام سے جڑی ہوئی ہے اور دوسری طرف بر صغیر پاک و ہند میں علم تفسیر بالخصوص سائنسی تفسیر کی قدیم تاریخی حدیثیت اور اہمیت سے جڑی ہوئی ہے۔ سید احمد خان کی قیادت میں بر صغیر پاک و ہند کی سائنسی تفسیر کی تحریک بہت اہم تھی اور اس نے مصر اور ایران سمیت دیگر خطوں کی سائنسی تفاسیر کو متاثر کیا۔ اس مضمون میں بر صغیر پاک و ہند میں سائنسی تفسیر کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ بر صغیر کی سائنسی تفسیر کی خوبیوں کی نشاندہی اسے آگے بڑھانے اور مضبوط کرنے میں مدد دیتی ہے اور کمزوریوں کا جائزہ لینا اس تفسیری مشن کی خامیوں کی نشوونما اور تلافی میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ موجودہ مضمون میں خاص طور پر اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ بر صغیر پاک و ہند میں سائنسی تفسیر کے کیا فوائد اور نقصانات ہیں۔

اصطلاحات کی وضاحت

اصل بحث پر توجہ دینے سے پہلے، مناسب ہے کہ اس مضمون کی کلیدی اصطلاحات پر بحث اور ان کا جائزہ لیا جائے اور ان کے صحیح مفہوم کو واضح کیا جائے۔

لغت میں تفسیر کا مطلب ہے کسی چیز یا کسی کو واضح کرنا، بعض کتب لغت منجملہ کتاب العین اور صحاح میں، تفسیر کا مفہوم «متعارف کرانا، وضاحت کرنا اور تفصیل سے بیان کرنا» ذکر ہوا ہے۔ (فراہیدی، ۱۴۰۹ق، ج۷، ص۲۴۷)۔ راغب نے «فسر» "کا مفہوم «معقول معنی کو ظاہر کرنا ہے» لکھا ہے اور یہی مفہوم مبالغہ اور تاکید کے ساتھ لفظ تفسیر میں پایا جاتا ہے۔"

جس پر تمام لغت نگار متفق ہیں وہ یہ ہے کہ "فسر" کی اصطلاح میں اظہار، بیان اور وضاحت کے معنی شامل ہیں۔ ان تمام معانی میں چھپی ہوئی چیز کو دریافت کرنا اور ظاہر کرنا شامل ہے۔

تفسیر کی اصطلاح میں قرآنی علماء اور مفسرین نے تفسیر کی متعدد تعریفیں پیش کی ہیں۔علامہ خوئی رحمہ اللہ نے تفسیر کی تعریف اس طرح کی ہے: تفسیر اس بات کی وضاحت اور وضاحت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب قرآن میں کیا معنی رکھتا ہے (الخوئی، ۱۹۷۴م، ص ۳۹۷) تفسیر سے مراد قرآنی آیات کے معانی کو بیان کرنا اور ان کے مقاصد اور دلالت کو دریافت کرنا ہے۔ (طباطبائی، ۱۳۷۴ش، ج ا، ص ۴) لہٰذا تفسیر کا علم، آیات قرآنی میں خدا کے ارادے کی وضاحت، اس کے معانی کے ابہام کو دور کرنے اور مفسر کی صلاحیت کے مطابق اس کے معانی کو واضح کرنے کا ذمہ دار ہے۔

سائنس

لغت میں علم کو متعدد معانی کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے، جن میں "جہالت کی نفی (فراہیدی، ہمان، ج ۲، ص ۱۵۲/ابن فارس، ہمان، ج ۴، ص ۱۰۹) "کسی چیز کی حقیقت کو سمجھنا" (اصفہانی، المفردات، ص ۵۸۰) اور «یقین» (فیومی، ۱۴۰۵ق، ج ۲، ص ۴۲۷)

فارسی لغت میں اس کے معنی یوں بیان کیے گئے ہیں "جاننا، سمجھنا، یقینی ہونا، یقینی ہونا، کچھ خصوصیات کے ثبوت کے ساتھ قطعی علم ہونا یا عالم کی نظر میں معلوم یا حاضر ہونا" (دہخدا، ۱۳۷۷ش، ص ۱۶۰۵۲)

اصطلاح میں سائنس کے مختلف معنی ہیں، لیکن اس مضمون میں جو مد نظر ہے وہ یہ ہے کہ یہ وہی اصطلاح ہے جسے سائنس کے ماہرین استعمال کرتے ہیں اور یہ اصطلاح آج دنیا بھر میں مشہور ہو چکی ہے ۔(حبیبی، ۱۳۸۵ش، ص ۳۳؛ رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷ب ش، ص ۲۲۹)

سائنسی تفسیر

قرآن کی سائنسی تفسیر کے مختلف طریقے ہیں، جن کی بنیاد پر مختلف تعریفیں پیش کی گئی ہیں۔ کبھی اسے قرآن سے سائنس نکالنا اور کبھی قرآن پر سائنسی مواد کو مسلط کرنا کہا جاتا ہے۔ لیکن اس مضمون میں ہمارا مقصد قرآن کی آیات کی بہتر تفہیم کے لیے سائنس کو استعمال کرنا ہے، یعنی قرآن کی آیات کے سائنسی مطالب کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے حتمی تجرباتی سائنس کے ذریعہ کو استعمال کیا جانا چاہیے اور اس سلسلے میں صحیح تفسیر کے تمام معیارات اور قواعد کو ملحوظ رکھا جانا چاہیے اور اس پر اپنے نظریہ کو قرآن پر عائد نہیں کی جانی چاہیے۔

سابقہ تحقیقات کا اجمالی جائزہ (پس منظر)

اس مضمون کا عمومی موضوع قرآن کی سائنسی تفسیر ہے، جس کا سابقہ اسلامی تاریخ میں بہت طویل ہے، قرآن مجید میں متعدد سائنسی موضوعات کی جانب ضمنی اشاروں کا ہونا، سائنسی تفسیر کی تاریخ کو عصر نزول تک پہنچاتا ہے۔ کچھ محققین نے سائنسی تفسیر کی ابتداء کو حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منسوب کیا ہے۔ (عادل نادر علی وخدیجہ عباسی، ۱۳۸۹ش، ص ۱۱۳)

اس نظریہ کے بر عکس کچھ دانشوروں کا نظریہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے صحابہ، تابعین اور ائمہ علیہم السلام کے دور میں سائنسی تفسیر کا ثابت ہونا مشکل ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ فریقین کے حدیثی منابع میں بہت سی احادیث موجود ہونے کے باوجود اس بات کا کوئی ثبوت یا اشارہ نہیں ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام نے سائنسی اصول کا استعمال کیا ہو۔ ہاں بعض روایات سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ ایک عام معنی میں قرآن میں جامعیت پائی جاتی ہے۔ (رفیعی محمدی، ۱۳۸۶ش، صفحہ ۱۰۰)

شیخ الرئیس ابو علی سینا (متوفی ۴۲۸ھ)، شیخ الطوسی (متوفی ۴۶۰ھ)، غزالی، فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ)، ابو الفضل المرسی (متوفی ۶۵۵ھ)، عبداللہ بن عمر شیرازی بیضاوی (متوفی ۶۹۱ھ) حسن بن محمد نیشابوری (متوفی ۷۲۸ھ)، بدر الدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) اور جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) ان لوگوں میں سے ہیں جن کی تصانیف میں سائنسی تفسیر سے متعلق مواد قابل مشاہدہ ہے (ملاحظہ کریں: رضائی اصفہانی، ۱۳۷۵ش، ص ۲۹۳؛ رفیعی محمدی، ۱۳۸۶ش، ص ۱۳۱؛ کریم پور قراملکی، ۱۳۹۷ش، ص ۶۴-۶۹)

بہت سے محققین نے خاص طور پر قرآن کی سائنسی تفسیر پر بحث اور تحقیق کی ہے، اور ان کتابوں میں سے چند نمایاں یہ ہیں: «در آمدی بر تفسیر علمی قرآن» "قرآن کی سائنسی تفسیر کا تعارف" اور «پژوہشی در اعجاز علمی قرآن» "قرآن کے سائنسی معجزہ کا مطالعہ"؛ رضائی اصفہانی کی؛ «سیر تدوین و تطور تفسیر علمی قرآن» "قرآن کی سائنسی تفسیر کی تالیف اور ترقی کی تاریخ" از ناصر رفیعی محمدی؛ «در آمدی بر تاریخ تحلیل تفسیر علمی» "سائنسی تفسیر کی تاریخ کا تجزیاتی تعارف" از علی کریم پور قراملکی؛ «روش شناسی تفسیر علمی قرآن، مبانی و اصول» "قرآن کی سائنسی تفسیر کا طریقہ کار، بنیادیں اور اصول" از گروہ مصنفین؛ «التفسير العلمي للقرآن في الميزان» "قرآن کی سائنسی تفسیر تجزیہ کے ترازو میں" از احمد عمر ابو حجر؛ اردو زبان میں بھی گزشتہ چند برسوں میں چند اہم کام ہوا ہے، منجملہ "تفسیر قرآن کا سائنسی اسلوب؛ تحقیقی و

تنقیدی جائزہ "، از اسامہ صدیقی نیز "قرآن کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ" از اسید الحق محمد عاصم قادری، نیز "قرآن کی سائنسی تفسیر" از ظفر اسحاق انصاری اور اسی طرح "قرآن کریم میں سائنسی تفسیر اور عصر حاضر میں مفسرین کی ذمہ داریاں" از صداقت حسین وامجد حیات.

بر صغیر کی سائنسی تفسیر کے فوائد اور مثبت نکات کا جائزہ

عقلانیت پر تاکید

سائنسی اور عقلی تفسیر کا ایک دوسرے سے بہت گہرا تعلق ہے، اس حد تک کہ بعض محققین نے سائنسی تفسیر کے لیے فلسفہ کا لفظ بھی استعمال کیا ہے۔ (ذہبی، ندارد، ج ۲، ص ۴۷۴؛ عبد القادر، ۱۴۲۲ق، ص ۱۸۸) بنیادی طور پر، ہر خیال کی بنیاد، عقل کے مرکب پر ہوتی ہے۔ عقل تمام علوم کی بنیاد ہے۔ البتہ بعض مفسرین حد سے زیادہ عقلیت پسند ہو گئے اور انہوں نے تمام مظاہر کو اپنے اپنے استدلال کی روشنی میں جانچنے کی کوشش کی۔ بر صغیر میں اس کی بہترین مثال ''سر سید احمد خان'' ہے۔ ان کی تفسیر کو مکمل طور پر عقلیت پسند سمجھا جاتا ہے۔ اس حصے میں عقل اور فکر کی طرف توجہ کو ایک مثبت اور خوبی کے عنوان سے پیش کرنا مقصود ہے۔

علم تفسیر میں اضافہ و ترقی

سائنسی تفسیر کی جستجو، خاص طور پر سید احمد خان کے کام نے، عمومی طور پر، بر صغیر میں تفسیر کے علم کو فروغ دیا ہے۔ سر سید احمد خاں کے تفسیری نظریات کے موافق اور مخالف پائے گئے، اس کا مجموعی نتیجہ یہ ہوا کہ تفسیر کے علم میں اضافہ ہوا، کیونکہ دونوں گروہوں میں سے ہر ایک نے اپنے نقطہ نظر کو ثابت کرنے کے لیے تفسیر لکھنے کی کوشش کی۔ سر سید احمد خان کے بعد علم تفسیر کی عددی ترقی کے علاوہ، تنوع کے لحاظ سے بھی بر صغیر میں قرآنی تفسیر کے لیے نئے طریقے سامنے آئے۔

قرآن کا دفاع اور قرآن اور جدید علوم کے درمیان تصادم نہ ہونے کو ثابت کرنا

سائنسی تفسیر کا ایک فلسفہ شکوک و شبہات کے خلاف قرآن کی صداقت کا دفاع کرنا ہے۔ عام طور پر، سائنسی تفسیر کا ایک مقصد قرآن کی تعلیمات کا دفاع کرنا ہے۔ بر صغیر پاک و ہند میں سائنسی تفسیر کی تشکیل کا ایک اہم ترین شعبہ قرآن کے حوالے سے غیر مسلموں بالخصوص عیسائیوں کے شکوک و شبہات کا جواب رہا ہے۔ سر سید احمد خان نے اس ضرورت کو محسوس کیا اور سائنسی تفسیر کی طرف رجوع کیا اور اس معاملے میں

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

اپنی بعض لغزشوں کے باوجود وہ کسی حد تک اس مقصد میں کامیاب رہے۔ سر سید احمد خان کے بعد برصغیر میں سائنسی تفسیر کے حامیوں نے اسی طرز فکر پر عمل کیا۔

سائنسی تفسیر کی روشنی میں مسلمان اور غیر مسلم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قرآن اور جدید سائنس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ یقیناً یہ فائدہ سائنسی تفسیر کے ذریعے ممکن ہے۔ (علوی مہر، ۱۳۸۱ش، ص ۳۴۳)

قرآن کے معجزہ ہونے کو ثابت کرنا

حقیقت یہ ہے کہ قرآن ایک معجزہ ہے جس پر دین اسلام کی حقانیت قائم ہے۔ جن پہلوؤں پر صدیوں سے بحث کی جاتی رہی ہے اور حالیہ برسوں میں سائنس اور صنعت کی ترقی کے ساتھ اس پر زیادہ توجہ حاصل ہوئی ہے، ان میں سے قرآن کے سائنسی معجزے کی بحث ہے۔ قرآن مجید کا سائنسی معجزہ، قرآنی تعلیمات اور قطعی سائنسی نتائج کے مابین اتفاق کا اظہار ہے، قرآن کی یہ تعلیمات اس انداز سے ؟؟ے کہ ایک عام انسان زمانہ نزول قرآن میں اسے پیش ن؟؟یں کر سکتا. . (ندوی، ۲۰۰۳م، ص۴۸) سائنسی نقطہ نظر سے معجزہ قرآن کو ثابت کرنا، قرآنی آیات کی سائنسی تفسیر پر منحصر ہے. کہ برصغیر کی تفسیروں میں بھی ملتا ہے کہ مفسرین نے سائنسی تفسیر کے طریقہ کار کا استعمال کرتے ہوئے قرآن مجید کا سائنسی معجزہ ثابت کیا ہے۔ (نمونہ کے طور پر ملاحظہ کیجئے: دریابادی، ۲۰۰۶م، ذیل آیت ۲۱۹ سورہ بقرہ؛ اصلاحی، ۲۰۰۹م، ذیل آیت ۹۹ سورہ انعام؛ مدنی ،ت ۱۴۳۲ق، ذیل آیت ۷۳ سورہ حج؛ بھتوی، ۱۴۳۷ق، ذیل آیت ۳۸ سورہ یس؛ خلیل، ۱۴۲۴ق، ذیل آیت ۵۴ سورہ اعراف؛ ملک ، ۱۴۱۴ق، ذیل آیت ۵۶ سورہ نساء و ذیل آیت ۶۸ سورہ نحل و ذیل آیت ۴۹ سورہ اسراء و ذیل آیت ۳۹ سورہ نور و ذیل آیت ۴۵ سورہ نور)

دنیا میں سائنس کی ترقی کے مقابلے میں مسلمانوں کے احساس کمتری کو روکنا

سائنسی تفسیر کی اہم ترین کامیابیوں میں سے ایک مسلمانوں کو اپنے اثاثوں پر قلبی اطمینان دلانا اور مغربی علوم کے مقابلے میں ان کے احساس کمتری کو روکنا ہے (نجار زادگان، ۱۳۸۷ش، صفحہ ۱۸۰) یہ بات دراصل ان امور کا نتیجہ ہے جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ قرآن کا دفاع اور قرآن کے سائنسی معجزات کو ثابت کرنا مسلمانوں کو اس حقیقت کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ مغرب آج علم کی ترقی کا جو دم بھرتا ہے، مسلمان اس سے زیادہ مکمل اور دقیق طور پر اسے رکھتے ہیں، کیونکہ قرآن ایک ناقابلِ خطا سائنسی ماخذ ہے جو منشأ الٰہی سے صادر ہوا ہے اور اس میں دقیق سائنسی اشارات موجود ہیں جن تک جدید علوم صدیوں بعد پہنچے ہیں۔

مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرنا اور کافروں پر حجت تمام کرنا

یہ امر بھی مذکورہ بالا امور کا نتیجہ ہے اور انہیں ایک ساتھ ذکر کیا جا سکتا ہے۔ بعض محققین اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ قرآن کی سائنسی تفسیر مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرنے اور کافروں اور مخالفین پر حجت تمام کرنے کا سبب بنتی ہے۔ (ضایي اصفهانی، ۱۳۷۵ش، ص ۳۸۵)

قرآنی آیات کی بہتر تفہیم

یقیناً قرآن میں سائنسی اشارات موجود ہیں اور اس میں عالم خلقت اور کائنات سے متعلق بہت سی چیزوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، دوسری طرف انسانی علوم کے بہت سے مسائل بھی قرآن کی آیات میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان تمام علوم کے کسی بھی شعبے میں تازہ ترین سائنسی نتائج سے استفادہ کرنے سے ہمیں متعلقہ آیات کو بہتر طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے (رضائی اصفهانی، ۱۳۷۵ش، ص۳۷۹؛ بابائی، ۱۳۹۱ش، ج ۳، ص ۳۴۹)

بنیادی طور پر، قرآن کی سائنٹفیک تفسیر کے اسلوب کا یہ سب سے اہم اور بنیادی مقصد ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مفسرین نے بھی بہت سے معاملات میں جدید علوم کی مدد سے آیات قرآنی کی بہتر تفسیر و تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔

برصغیر کی سائنسی تفسیر کے نقصانات اور منفی نکات کا جائزہ

برصغیر پاک و ہند کی سائنٹفیک تفسیر اپنی خوبیوں کے باوجود کچھ خامیاں، خرابیاں اور نقصانات سے دوچار ہوئی ہے۔ ان میں سے بہت سے خامیوں کی وجہ سائنسی تفسیر کے صحیح اسلوب اور شرائط کا لحاظ و خیال نہ کرنا ہے۔ برصغیر کی سائنسی تفسیر کے چند خامیاں درج ذیل ہیں۔

"کتاب تکوین" اور "کتاب تشریع" کو مکمل یکساں ماننا

سائنسی تفسیر کے حامیوں نے مختلف اصطلاحات میں بیان کیا ہے کہ کتابِ خلقت کا خالق وہی ہے جو کتاب شریعت کا خالق ہے، لہٰذا جو کچھ عالم خلقت یعنی کائنات میں ہے وہ بعینہٖ قرآن میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اس کی ایک نمایاں مثال سر سید احمد خان اپنی تفسیر کے مقدمہ «اصول تفسیر» میں "قرآن" کو خدا کا "زبانی وعدہ" اور "عالم خلقت" یعنی دنیا کو خدا کا "حقیقی وعدہ" سمجھتے ہیں کہ جس طرح خدا کے قولی وعدے

اٹوٹ ہیں اسی طرح خدا کے فعلی وعدے بھی اٹوٹ ہیں۔ لہٰذا قانون فطرت اور خلقت میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ (خان، ندارد، ج۱، ص۴۶)

سر سید احمد خان اس بنیاد پر تمام معجزات کی تردید کرتے ہیں، اور وہ اسے فطری قانون کی خلاف ورزی سمجھتے ہوئے، اسے وہ خدا کی عملی وعدے سے متصادم سمجھتے۔

جبکہ معجزات فطرت کے قوانین کی خلاف ورزی نہیں ہیں، بلکہ فطرت کے قوانین شروع سے ہی شرائط کے تابع ہیں، اور رکاوٹوں اور شرائط کا مکمل نہ ہونا کا مطلب ان قوانین کی خلاف ورزی نہیں کہلاتی (مصباح یزدی، ۱۳۷۸ش، جلد۱، ص ۱۲۴؛ رضائی اصفہانی، ع ۱۳۹۲ش، ص۳۹)۔

قرآن پر سائنسی نظریات اور مفروضات کو مسلط کرنا

قرآن کی تفسیر میں تفسیر بالرائے کو ایک اہم اور بڑی آفت سمجھا جاتا ہے، اور اس کی مذمت میں بہت سی روایات کو شامل کیا گیا ہے (دیکھیں: رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷ب ش، صفحہ ۲۷۹) مطلوب طریقہ یہ ہے کہ علمی تفسیر میں قرآن کی بہتر فہم کے لیے قطعی علوم کی دریافتوں کا استعمال کیا جائے، لیکن اگر مفسر ایک سائنسی نظریے کو پہلے سے مسلم سمجھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ قرآن کی آیات کو اس کے مطابق تفسیر یا دوسری الفاظ میں تأویل کرے، تو علماء کے مطابق یہ نظریہ تفسیر بالرائے کے زمرے میں آتا ہے (رضائی اصفہانی، ۱۳۷۵ش، ص۲۷۸)۔

سائنسی تفسیر کے حامی بسا اوقات ناخواستہ طور پر اس نقص میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر 'کمال الدین ہمدانی' اپنی کتاب 'قرآن اور علم الافلاک' میں زمین کے سایے کے بارے میں لکھتے ہیں: رسول اللہ ﷺ اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے نقل کردہ احادیث یہ ظاہر کرتی ہیں کہ 'کوہ قاف' زمین کا سایہ ہے جو روشنی اور تاریکی کے درمیان کچھ ہے اور اس کا رنگ سبز ہے۔ قرآن کریم سے بھی زمین کے سایے کی ثابت کرنے کی گنجائش ہے۔ سورۃ نحل میں خداوند متعال فرماتا ہے: «وَ اللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلالاً» (نحل: ۸۲) (ہمدانی، ۱۹۸۷م، ص۴۰)۔

اسی طرح، وہ زمین کی حرکت کو ثابت کرنے کے لیے آیات «وَ الْأَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحاها ه أَخْرَجَ مِنْها ماءَها وَ مَرْعاها ه وَ الْجِبالَ أَرْساها» (نازعات: ۳۰-۳۲) کا استدلال کرتے ہیں۔ وہ آیت میں 'دحو' کو شدید حرکت کے معنوں میں لیتے ہیں (ہمدانی، ۱۹۸۷م، ص۳۵)۔

یہ قابل ذکر ہے کہ اگرچہ زمین کی حرکت آج کے علم میں مسلم ہے، لیکن ظاہراً یہ آیات اس بات پر دلالت نہیں کرتیں۔

ایک اور مثال 'محمد شہاب الدین ندوی' کا قرآن میں 'ذرہ بین' (خوردبین) کا تلاش کرنا ہے۔ وہ آیت «...انْظُرُوا إِلى ثَمَرِهِ إِذا أَثْمَرَ وَ يَنْعِهِ إِنَّ في ذلِكُمْ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُون» (انعام: ۹۹) کے نیچے لکھتے ہیں: یہ تمام عالم ربوبیت کی حقیقتیں عالم بشریت پر ذرہ بین کے اختراع کے بعد کشف ہوئیں۔ لہٰذا، یہ آیت اشارتی طور پر ذرہ بین کے تخلیق کا حکم دیتی ہے (ندوی، ۱۹۹۰م، ص ۳۱۱)۔

بہت سے نظریہ 'ارتقاء' یا 'تکامل انواع' کے حامی یہ خواہش رکھتے ہیں کہ قرآن کی آیات کو اس نظریے کی تصدیق کے لیے پیش کریں اور کبھی کبھار غلط تأویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان افراد نے نظریہ تکامل کو ثابت کرنے کے لیے اسی طرح کی آیات کا حوالہ دیا ہے: 'وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ ماءٍ...' (نور: ۴۵)، 'وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ...' (انعام: ۳۸) اور «ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً...» (مؤمنون: ۱۴)۔

'عبدالودود' اس موضوع پر لکھتے ہیں: قرآن نہ صرف نظریہ ارتقاء کی تصدیق کرتا ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ کہا جائے کہ نظریہ ارتقاء، قرآن کی صداقت کی دلیل ہے، کیونکہ قرآن نے یہ بات ساتویں صدی عیسوی میں بیان کی جبکہ انسان نے انکی خبر انیسویں صدی میں حاصل کی (عبدالودود، ۱۹۸۸م، ص ۳۱۳)۔

ایک اور مثال "افتخار احمد اعوان" کی ہے جنہوں نے آیت «كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ» (الھمزہ: ۴) کی تفسیر "ایٹم بم" سے کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: دراصل آیت میں "حطمہ" سے مراد "ایٹم بم" ہی ہے، فرانسیسی زبان میں ایٹم کا تلفظ بھی "حطم" ہے۔ لغت میں اس کا معنی "ریزہ ریزہ کر دینا" ہے جو کہ ایٹم بم کا ہی کام ہے۔ (اعوان، ۲۰۰۹م، ص ۲۱۵) انہوں نے آیات «وَ مَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ» (الھمزہ: ۵-۹) کو ایٹم بم کی خصوصیات اور جزئیات قرار دیا ہے اور اس کے مطابق وضاحت کی ہے۔ (اعوان، ۲۰۰۹م، ص ۲۱۵-۲۱۷)

سرسید احمد خان کی بھی بہت سی تفسیری آراء اسی طرح کی ہیں۔ اسی وجہ سے بعض معاصر محققین اس تفسیر کو صحیح معنوں میں سائنسی تفسیر کے بجائے تفسیر بالرائے کے زیادہ قریب سمجھتے ہیں۔ (بابائی، ۱۳۹۱ش، ج ۳، ص ۳۹۹)

قرآن کے معانی کو محدود کرنا

کلام الہیٰ کے اعجاز آمیز مظاہر میں سے ایک اہم ترین مظہر اس کے دقیق ترین تعابیر سے بہرہ مند ہونا ہے۔ قرآن میں الفاظ کا چناؤ اس انداز سے ہے کہ کوئی دوسرا لفظ اس کا متبادل نہیں ہو سکتا۔ (ملاحظہ کیجئے: معرفت، ۱۴۱۵ق، ج ۴، ص ۱۰۹) اسی وجہ سے بہت سی مواقع پر ایک لفظ متعدد معانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا ترجمہ اور تفسیر میں بھی حتی الامکان اس مسئلے پر توجہ دینی چاہیے۔ سائنسی تفسیر میں بعض اوقات کسی لفظ یا عبارت کا معنی محدود ہو جاتا ہے۔

"محمد شہاب الدین ندوی" نے اپنی کتاب "قرآن حکیم اور علم نباتات" میں، جو چار سو چالیس صفحات سے زائد پر مشتمل ہے، بڑی کوشش کی ہے کہ قرآن کے نباتاتی حیاتیات کے نظام کو جدید حیاتیاتی علوم کی بنیاد پر تفسیر کریں۔ اس کوشش میں محوری عنصر قرآن کی رو سے پودوں میں "سبزینہ" (کلوروفل) کا اثبات ہے۔ اہم ترین آیت جس سے انہوں نے استناد کیا ہے سورہ انعام کی آیت ۹۹ ہے۔ «فَأَخْرَجْنَا بِهِ نَبَاتَ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا» (انعام: ۹۹)۔ وہ آیت میں "خضراً" کی تفسیر "سبزینہ" سے کرتے ہیں۔ (ندوی، ۲۰۰۳م، ص ۲۸۸)

"ابوالحیات اشرف" نے آیت «وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ» (الحج: ۵) کی تفسیر بیکٹیریل عمل سے کی ہے۔ (اشرف، ۱۹۹۳م، ص ۴۸)

اگرچہ اس قسم کی تفاسیر کے درست ہونے کا امکان موجود ہے، لیکن ایسا نہیں لگتا کہ مذکورہ آیات کے معانی ان امور تک محدود اور منحصر ہیں۔

روحانی اور اخلاقی امور سے غفلت

پہلے اشارہ کیا جا چکا ہے کہ قرآن ہدایت اور سعادت کی رہنمائی کرنے والی کتاب ہے۔ لیکن بعض جنہوں نے قرآن کے سائنسی مسائل پر زیادہ توجہ دی ہے، اس ہدایت گر کتاب کے اخلاقی اور روحانی امور سے غفلت برتی ہے۔ مثال کے طور پر وضو کی حکمت کو صرف حفظان صحت کے مسائل تک محدود کرنا، روزے کی فلسفہ کو اس کے طبّی فوائد کے لیے بیان کرنا، خنزیر کے گوشت اور شراب نوشی کی ممانعت کو اس کے مادی نقصانات کی وجہ سے بیان کرنا وغیرہ... (ملاحظہ کیجئے: باقی ترکی، ۲۰۰۲م، ص ۷۷) یہ تمام امور اگرچہ اپنی جگہ درست ہیں، لیکن ان کی وجہ سے روحانی اور تربیتی مسائل سے غفلت نہیں ہونی چاہیے۔

غیر منصفانہ تحریف وتاویل

جب مفسر کسی آیت کی تفسیر کرتا ہے تو اسے بہت محتاط رہنا چاہیے کہ آیا وہ صحیح تفسیری اصول کے مطابق صحیح طریقے سے تفسیر کرتا ہے تاکہ وہ نادرست تفسیر اور تأویل میں گرفتار نہ ہو، بہت سے مفسرین اس سلسلے میں اس خامی کا شکار ہوتے ہیں۔

ایسے تأویلات کی مثالیں سید احمد خان کی تفسیر میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ وہ آیت «فَأَوْحَيْنا إِلى مُوسى أَنِ اضْرِبْ بِعَصاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ» (شعراء: ۶۳) میں "ضرب" کو تیز چلنے یا چلنے کے معنی لیتے ہیں (خان، ندارد، ج۱، ص۹۰)، یا وہ آیت «وَ إِذْ قُلْتُمْ يا مُوسى لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّى نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَ أَنْتُمْ تَنْظُرُونَ» (بقرہ: ۵۵) میں "صاعقہ" کو آتش فشاں سمجھتے ہیں۔ (خان، ندارد، ج۱، ص۱۰۸)

اسی طرح، وہ آیات «وَ إِذْ أَخَذْنا مِيثاقَكُمْ وَ رَفَعْنا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا ما آتَيْناكُمْ بِقُوَّةٍ وَ اذْكُرُوا ما فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ» (بقرہ: ۶۳) اور «وَ إِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَ ظَنُّوا أَنَّهُ واقِعٌ بِهِمْ خُذُوا ما آتَيْناكُمْ بِقُوَّةٍ وَ اذْكُرُوا ما فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ» (اعراف: ۱۷۱) کی کہانی کو بھی آتش فشاں سے تفسیر کرتے ہیں (خان، ندارد، ج۱، ص۱۲۱)۔ وہ «وَ لَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خاسِئِينَ» (بقرہ: ۶۵) میں حقیقی مسخ اور تبدیلی کو قبول نہیں کرتے اور اسے قدرتی قانون کے خلاف سمجھتے ہیں بلکہ آیت کے معنی ذلیل اور خوار ہونے اور انسانی معاشرہ سے باہر ہونے کے طور پر لیتے ہیں (خان، ندارد، ص۱۲۳)۔

سید احمد آیات «وَ إِذْ قَتَلْتُمْ نَفْساً فَادَّارَأْتُمْ فِيها وَ اللَّهُ مُخْرِجٌ ما كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿ فَقُلْنا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِها كَذلِكَ يُحْيِ اللَّهُ الْمَوْتى وَ يُرِيكُمْ آياتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ» (بقرہ: ۷۲-۷۳) کی اس طرح تفسیر کرتے ہیں کہ یہ کہانی گاؤ ذبح کرنے کی داستان سے کوئی تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی قتل ہوا اور قاتل نامعلوم تھا تو خدا نے حکم دیا کہ وہاں موجود لوگ مقتول کے جسم کا ایک حصہ دوسرے جسم کے حصے پر ماریں تاکہ قاتل معلوم ہو سکے، کیونکہ بے گناہ شخص اس کام سے نہیں گھبرائے گا جبکہ قاتل اپنی خوف کی وجہ سے پہچانا جائے گا۔ آج بھی بہت سے حالات میں مجرم کو معلوم کرنے کے لئے اس

طرح کی نفسیاتی چالوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ آیت کے مطابق "یُحیی" کا مطلب ظاہر کرنا ہے اور "موتی" کا مطلب وہ مجرم اور قاتل ہے جو کہ نامعلوم تھا۔ (خان، ندارد، ص۱۲۶)۔

وہ اسی طرح حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کو بھی انکار کرتے ہیں (خان، ندارد، ج۱، ص۳۴)۔ اس قسم کی آراء ایک طرف نادرست تأویلات ہیں اور دوسری طرف قرآن پر نظریات کو مسلط کرنے کے مترادف بھی ہیں۔

ایک اور مثال آیات "ذاریات"، "حاملات"، "مقسمات"، "مرسلات"، "عاصفات"، "ناشرات"، "فارقات"، "ملقیات"، "نازعات"، "سابحات" اور "مدبرات" کی تفسیر ہے جو کہ سورۃ "ذاریات"، "مرسلات" اور "نازعات" میں مذکور ہیں، جناب عبد الودود نے انہیں ریڈیو لہروں پر تفسیر کی ہے، (عبد الودود، مظاہر فطرت اور قرآن، ص۵۳)، اسے بھی انصاف سے دور سمجھا جاتا ہے۔ اکثر مفسرین ان آیات کو ملائکہ یا ہواؤں کے حوالے سے تفسیر کرتے ہیں۔ (ملاحظہ کیجئے: زمخشری، ۱۴۰۷ق، ج۴، ص۳۹۴ و ص۶۹۲؛ طبرسی، ۱۴۱۴ق، ج۹، ص۲۳۰ و ج۱۰، ص۶۵۱؛ رازی، ۱۴۲۰ق، ج۲۸، ص۱۶۱ و ج۳۱، ص۲۸؛ طباطبایی، ۱۳۷۴ش، ج۱۸، ص۳۶۴ و ج۲۰، ص۱۷۹).

مادیت پرستی

آیات کو بہتر طور پر سمجھنے کے لیے جدید علوم کا استعمال ضروری ہے، لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ قرآن بہت سے مافوق الفطرت اور روحانی معاملات کو بھی بیان کرتا ہے، روایتی انسانی علوم کے پاس ایسے معاملات تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ مترجم کو لازمی طور پر قرآن کے غیر مادی حقائق کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے۔ مادیت نے سائنسی تفسیرات میں اپنے آپ کو دو طریقوں سے ظاہر کیا ہے: ایک روحانی معاملات کا مادی جواز، اور دوسرا روحانی معاملات کو نظرانداز کرنا۔

بدقسمتی سے برصغیر کے بعض مفسرین نے سید احمد خان کی قیادت میں روحانی معاملات کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کی اور قرآن کی ہر چیز کو مادی عینک سے تجزیہ کرنے کی کوشش کی، تاکہ یہ غیر مسلموں کے لیے قابل فہم اور قابل قبول ہو۔ اس کے مطابق سید نے تقریباً ہر اس چیز کی مادی توجیہ پیش کی ہے جو مسلمانوں کے عقائد کا حصہ تھی لیکن مادی بنیادوں پر غیر مسلموں کے نقطہ نظر سے قابل اعتراض تھی۔

روحانی امور کو نظر انداز کرنے کی مثالوں میں وضو کی حکمت کو صحت کے مسائل تک محدود کرنا، اس کے طبّی فوائد کے لیے روزہ رکھنے کے فلسفے کا اظہار کرنا، اور سور کا گوشت کھانے اور شراب پینے کی ممانعت کو اس کے مادی نقصانات کی وجہ سے بیان کرنا شامل ہیں۔ (باقی ترکی، ۲۰۰۲م، ص۷۷) اگرچہ یہ تمام امور اپنی جگہ درست ہیں، لیکن ان سے روحانی اور تعلیمی مسائل کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

قرآن کے اصل مقصد سے دور ہو جانا

قرآن کے سائنسی مسائل پر ضرورت سے زیادہ توجہ لوگوں کو قرآن کے نزول کے اصل مقصد اور ہدف سے دور کر دیتی ہے۔ سر سید احمد خان کی تفسیر اور الجواہری طنطاوی کی تفسیر جیسی سائنسی تفسیرات میں اعتدال کی حد سے تجاوز کرنے والی تفسیروں کا مطالعہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ان تفسیروں میں اٹھائے گئے سائنسی مسائل انسان کو اس حد تک مسلط کر لیتے ہیں کہ قرآن کے پیغام پر توجہ دینے اور توجہ دینے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ جیسا کہ "نواب محسن الملک" نے اس مسئلہ کا الزام سر سید احمد خان پر لگایا ہے۔ . (حسین، ۲۰۱۷م، ص۴۹)

وحی کے دور میں الفاظ کے معانی کو نظر انداز کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن ابدی، جاوید اور غیر محدود ہے اور کسی خاص وقت اور جگہ سے مخصوص نہیں ہے۔۔ البتہ واضح رہے کہ قرآن کے الفاظ کی تفسیر کرتے ہوئے اس دور کے معانی پر توجہ دی جانی چاہیے جس میں قرآن نازل ہوا تھا (رجبی ۱۳۸۵ش، ص ۵۷) بعض سائنسی مفسرین، جو سائنسی نظرات کو ثابت کرنے اور قرآن سے تصدیق حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کی نفی کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، سورہ سبا کی تیسری آیت میں لفظ "ذرہ"، کی تفسیر بعض نے "ایٹم" سے کی ہے۔«لا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقالُ ذَرَّةٍ فِي السَّماواتِ وَ لا فِي الْأَرْضِ وَ لا أَصْغَرُ مِنْ ذلِكَ وَ لا أَكْبَرُ إِلاَّ فِي كِتابٍ مُبِينٍ»(سبأ: ۳) . (ندوی، ۲۰۰۳م، ص۵۹)

دوسری مثال: «وَ الَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعى فَجَعَلَهُ غُثاءً أَحْوى» (اعلی: ۴-۵) اس آیت کے ذیل میں بعض نے لفظ «مرعی» کی تفسیر مٹی کس تیل ہے۔ "محمد انور" آیت کی تفسیر تیل کے حوالے سے کرتے ہیں اور اس سیارے پر تیل کے ظہور کے ارضیاتی ادوار اور مراحل کے بارے میں وسیع بحثیں پیش کرتے ہیں (میمن، ۲۰۰۳م، صفحہ ۴۶۹-۴۷۲)۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

سیاق و سباق کی غفلت

"سیاق اور سباق کلام، متکلم کے اصل مقصد اور مدلول کے تعین میں ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے، مفسرین اور اہل نظر علما نے اللہ کے ارادے کو سمجھنے میں سیاق کی اہمیت پر زور دیا ہے۔" (رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷ب ش، ص۱۷-۴؛ میبدی، ۱۴۲۸ق، ص۲۸۰؛ بابایی، ۱۳۹۴ش، ص۱۲۶؛ رجبی، ۱۳۸۵ش، ص۱۰۰)

"کچھ علمی تفسیر اس اہم تفسیری قاعدے کو نظرانداز کر چکی ہیں، یا شاید قرآن پر علمی نظریات کا بوجھ ڈالنے کی وجہ سے سیاق کو نظرانداز کر دیا گیا ہے، جو کہ خود ایک اور خامی سمجھی جاتی ہے۔ اس کی مثال آیت رحمٰن (۳۳) کی تفسیر 'سلطان' ہے۔ محمد انور اس آیت کو انسان اور جن کی جانب سے خلا کے تسخیر کے بارے میں سمجھتے ہیں، کیونکہ آیت میں حرف شرط 'ان' استعمال کیا گیا ہے جو ممکن الوقوع امور کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ وہ آیت کی مجازی معنی کو رد کرتے ہیں۔ "تنفذوا" کو جسم کے ایک جانب سے دوسری جانب عبور کرنے کے معنی میں لیتے ہیں۔ انہوں نے تفسیر سلطان میں تسلط اور غلبہ کا معنی اختیار کیا ہے اور لکھتے ہیں: 'سلطان' کا اصل معنی غلبہ اور سلطہ ہے، اسی لیے حاکم کو بھی سلطان کہا جاتا ہے جو سلطہ و غلبہ کی علامت ہے۔ اس آیت میں مقصود 'خلائی ٹیکنالوجی' ہے جس کی مدد سے انسان اور جن قرآن کے مطابق زمین و آسمان کی حدود سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ راکٹ وہی ذریعہ ہے جس سے انسان خلا پر تسلط حاصل کر سکتا ہے۔ (محمد انور میمن، قرآن کے سائنسی اکتشافات، ص ۲۱۷-۲۱۸)۔ یہ نظریہ قرآن پر نظریہ زبردستی مسلط کرنے کا بھی ایک نقص سمجھا جاتا ہے۔ کچھ عربی محققین بھی ایسی تفسیر پیش کر چکے ہیں۔ (رفیعی محمدی، ۱۳۷۹ش، ج۲، ص ۲۶۷؛ ابو حجر، ۲۰۰۱م، ص۴۲۰-۴۲۶)

رسول اللہ کی سنت قطعیہ کی مخالفت

ایک چیز جو قرآن کی تفسیر میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے وہ پیغمبر اسلام ص وسلم اور اہل بیت ع کے ارشادات اور طرز عمل ہیں۔ بعض محققین قطعی سنت سے تفسیر کے عدم مخالفت کو قرآن کی تفسیر کے لیے ضروری قواعد میں شمار کرتے ہیں۔ (رضائی اصفہانی، ۱۳۸۷الف ش، صفحہ ۵۰۰) بعض نے روایت کو قرآن کی تفسیر کے لئے ایک منفصل قرینہ سمجھا ہے (رجبی، ۱۳۸۵ش، ص۱۴۹) اور ایک گروہ نے "عدمِ افتراقِ ثقلین" (یعنی قرآن اور اہل بیت ع کی جدائی نہ ہونا) کو تفسیری اصولوں میں شمار کیا ہے۔. (اخوان مقدم، ۱۳۹۴ش، ص ۱۸۳-۱۹۴)

"مثال کے طور پر، سید احمد خان کی طرف سے متعارف ربا کے جواز کو پیش سکتے ہیں (خان، ندارد، ج۱، ص۳۰۸-۳۲۱)۔ جبکہ یہ رسول اللہ ﷺ اور اہل بیت علیہم السلام کے قطعی عمل کے خلاف ہے۔

ماضی کے علما کے نظریات میں عیب تلاش کرنا

ماضی کے کاموں پر تنقید مناسب اور فائدہ مند ہے اور سائنس کی ترقی میں معاون ہے۔ لیکن اس تناظر میں چار نکات کا دھیان رکھنا چاہیے: سب سے پہلے جو کچھ جدید سائنس دانوں اور محققین کو میسر ہے وہ ان سے پہلے کے علماء کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ اس لیے ہمیں ان کی کوششوں کو سراہنا چاہیے۔ دوسرا، تنقید کو منصفانہ، حقیقت پسندانہ اور اپنے حقیقی تناظر پر مبنی ہونا چاہیے۔ تیسرا، تنقید کا رخ سائنسی نظریات اور آراء پر ہونا چاہیے، رائے رکھنے والوں کی آبرو اور شخصیت پر نہیں۔ اور آخری نکتہ یہ ہے کہ جو بھی عالم کسی نقطہ نظر پر تنقید کرتا ہے اور دوسری رائے پیش کرتا ہے اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ اسی نقطہ نظر کو بعد کے محققین بھی تنقید کا نشانہ بنا سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر، سر سید احمد خان نے متعدد مواقع پر ماضی کے تمام علماء پر تنقید کی اور صرف اپنی رائے کو درست بتایا ہے. (نمونہ کے طور پر ملاحظہ کیجئے: خان، ندارد، ج۱، ص۱۱۱؛ ص۱۱۷؛ ص۱۳۰؛ ج۲ص ۴۷۶)

اسرار احمد کا دعویٰ ہے کہ پچھلے تمام مفسرین نے اس جملے کی تفسیر کو نہیں سمجھا «أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ» (احمد، ۲۰۰۸م، سورۃ المومنون کی آیت نمبر ۱۴ کے ذیل)۔

" مولانا آزاد" نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور لکھا ہے: "کسی بھی مفسر نے آیت کے اس حصے کی اچھی طرح تفسیر نہیں کی ہے۔" (آزاد، ندارد، جلد ۲، صفحہ ۶۲۲-۶۲۶) یقیناً "آزاد" نے اپنی رائے زیادہ منصفانہ انداز میں بیان کیا ہے (آزاد، ندارد، ص ۶۲۲-۶۲۶)۔

خاتمہ

برصغیر پاک و ہند میں سائنسی تفسیر کے کئی مثبت پہلو ہیں، جن میں عقلیت پر زور دینا، تفسیر کے علم کو فروغ دینا، قرآن کا دفاع کرنا، قرآن اور سائنس کے درمیان عدم تصادم کو ثابت کرنا، قرآن کے سائنسی معجزے کو ثابت کرنا، قرآن پر مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرنا، اور بعض آیات کی بہتر تفہیم شامل ہیں۔

سائنسی تفسیر کی ضروری شرائط کا خیال نہ رکھنے سے کچھ خامیاں پیدا ہوئی ہیں، جن میں کچھ درج ذیل ہیں تفسیر میں غیر ثابت شدہ سائنسی آراء کا استعمال، آیات کو سمجھنے کے لیے سائنس کو بنیاد بنانا، قرآن پر سائنسی رائے مسلط کرنا، قرآن سے تمام علوم نکالنے کی کوشش کرنا، قرآن کے معانی کو محدود کرنا، الفاظ قرآن کو صحیح طور پر نہ سمجھنا، روایات کو نظر انداز کرنا۔ ، قرآن کے مقصد ہدایت کو کم کرنا، اور گزشتہ علما اور مفسرین میں غلطی تلاش کرنا۔

کتابیات

قرآن کریم.

۱. ابوحجر، احمد عمر. (۲۰۰۱). التفسیر العلمی للقرآن فی المیزان. دار المدار الاسلامی.

۲. احمد، اسرار. (۲۰۰۸). تفسیر بیان القرآن (ویرایش ۲.۰۶) [نرم افزار ایزی قرآن و حدیث].

۳. اخوان مقدم، زہرہ. (۱۳۹۴). از دریا بہ آسمان: اصول تفسیر قرآن کریم (برگرفتہ از روایات اہل بیت (ع)). دانشگاہ امام صادق (ع).

۴. آزاد، ابوالکلام احمد محی الدین. (ندارد). ترجمان القرآن. اسلامی آکادمی.

۵. اشرف، ابوالحیات. (۱۹۹۳). پوری کائنات محو عبادت ہے. مکتبہ البلاغ.

۶. اصفہانی، حسین بن محمد. (۱۴۱۲ق). المفردات فی غریب القرآن. دار القلم.

۷. اصلاحی، امین احسن. (۲۰۰۹). تفسیر تدبر قرآن. فاران فاؤنڈیشن.

۸. اعوان، افتخار احمد. (۲۰۰۹). قرآن مجید میں ایٹم بم کا تذکرہ. در ابو علی عبد الوکیل (ویراستار)، اسلام، سائنس اور مسلمان). علم و عرفان پبلشرز.

۹. بابایی، علی اکبر. (۱۳۹۱ش). مکاتب تفسیری. پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ و سمت.

۱۰. بابایی، علی اکبر. (۱۳۹۴ش). قواعد تفسیر قرآن. پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ و سمت.

۱۱. باقی ترکی، ہلوک نور. (۲۰۰۲). قرآنی آیات اور سائنسی حقائق (سید محمد فیروز شاہ، مترجم). عباس بک ایجنسی.

۱۲. بھتوی، حافظ عبد السلام. (۱۴۲۷ق). تفسیر القرآن الکریم (ویرایش ۲.۰۶) [نرم افزار ایزی قرآن و حدیث].

۱۳. بیضاوی، قاضی عبد اللہ بن عمر. (۱۴۱۸ق). انوار التنزیل و اسرار التأویل (محمد عبد الرحمٰن المرعشلی، ویراستار). دار احیاء التراث العربی.

۱۴. حبیبی، رضا. (۱۳۹۹ش). درآمدی بر فلسفہ علم. نشرنی.

۱۵. حسین، مجاہد. (۲۰۱۷). سر سید شناسی مبالغہ اور مغالطہ. شفق پریس.

۱۶. خان، سر سید احمد. (ندارد). تفسیر القرآن. دوست ایسوسی ایٹس الکریم.

۱۷. خلیل، محمد صادق. (۱۴۲۴ق). تفسیر اصدق البیان (ویرایش ۲.۰۶) [نرم افزار ایزی قرآن و حدیث].

۱۸. خویی، سید ابوالقاسم. (۱۹۷۴). البیان فی تفسیر القرآن. مؤسسہ احیاء آثار الامام الخوئی.

۱۹. دریابادی، عبدالماجد. (۲۰۰۶). تفسیر ماجدی. پاک کمپنی.
۲۰. دہخدا، علی اکبر. (۱۳۷۷ش). لغت نامہ. مؤسسہ انتشارات دانشگاہ تہران.
۲۱. ذہبی، محمد حسین. (ندارد). التفسیر والمفسرون. دار احیاء التراث العربی.
۲۲. رازی، فخر الدین محمد بن عمر. (۱۴۲۰ق). تفسیر کبیر مفاتیح الغیب (چاپ سوم). دار احیاء التراث العربی.
۲۳. رجبی، محمود. (۱۳۸۵ش). روش تفسیر قرآن (چاپ دوم). پژوہشگاہ حوزہ و دانشگاہ.
۲۴. رضائی اصفہانی، محمد علی. (۱۳۷۵ش). درآمدی بر تفسیر علمی قرآن. انتشارات اسوہ.
۲۵. رضائی اصفہانی، محمد علی. (۱۳۸۷ش). اعجازہا و شگفتی ہای علمی قرآن (چاپ دوم). پژوہش ہای تفسیر و علوم قرآنی.
۲۶. رضائی اصفہانی، محمد علی. (۱۳۸۷الف ش). منطق تفسیر قرآن (۱): مبانی و قواعد تفسیر قرآن. جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ.
۲۷. رضائی اصفہانی، محمد علی. (۱۳۸۷ب ش). منطق تفسیر قرآن (۲): روش ہا و گرایش ہای تفسیری. جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ.
۲۸. رضائی اصفہانی، محمد علی. (۱۳۹۲ش). علوم قرآن (۲): اعجاز قرآن در علوم طبیعی و انسانی. مرکز بین المللی ترجمہ و نشر المصطفیٰ.
۲۹. رفیعی محمدی، ناصر. (۱۳۷۹ش). تفسیر علمی قرآن (بررسی سیر تدوین و تطور). انتشارات فرہنگ گستر.
۳۰. رفیعی محمدی، ناصر. (۱۳۸۶ش). سیر تدوین و تطور تفسیر علمی قرآن. مرکز جہانی علوم اسلامی.
۳۱. زمخشری، محمود بن عمر. (۱۴۰۷ق). الکشاف عن حقائق التنزیل (چاپ سوم). دار الکتاب العربی.
۳۲. طباطبایی، سید محمد حسین. (۱۳۷۴ش). المیزان فی تفسیر القرآن. دفتر انتشارات اسلامی.
۳۳. طبرسی، فضل بن حسن. (۱۴۱۴ق). تفسیر مجمع البیان لعلوم القرآن. مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات.
۳۴. عادل، نادر علی و عباسی، خدیجہ. (۱۳۸۹ش). پیشینہ تفسیر علمی. در مجموعہ مطالعات علم دینی: روش شناسی تفسیر علمی قرآن کریم، مبانی و اصول (صص. ۱۱۳–۱۳۷). بنیاد پژوہش ہای قرآنی حوزہ و دانشگاہ.
۳۵. عبدالودود، مظاہر. (۱۹۸۸). فطرت اور قرآن. خالد پبلیشرز.
۳۶. علوی مہر، حسین. (۱۳۸۱ش). روش ہا و گرایش ہای تفسیری. انتشارات اسوہ.
۳۷. فاکر میبدی، محمد. (۱۴۲۸ق). قواعد التفسیر لدی الشیعۃ والسنۃ. المجمع العالمی لتقریب المذاہب الاسلامیۃ.
۳۸. فراہیدی، خلیل بن احمد. (۱۴۰۹ق). العین. دار الہجرۃ.

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۳۹. فیومی، احمد بن محمد. (۱۴۰۵ق). المصباح المنیر. دار الرضی.
۴۰. کریم پور قراملکی، علی. (۱۳۹۷ش). درآمدی بر تاریخ تحلیلی تفسیر علمی. انتشارات ادباء.
۴۱. مدنی، اسحاق. (۱۴۳۲ق). تفسیر مدنی کبیر (ویرایش ۶.۲) [نرم افزار ایزی قرآن و حدیث].
۴۲. مصباح یزدی، محمد تقی. (۱۳۷۸ش). معارف قرآن. مؤسسه آموزشی وپژوہشی امام خمینی (ره).
۴۳. معرفت، محمد ہادی. (۱۴۱۵ق). التمہید فی علوم القرآن (چاپ دوم). مؤسسة النشر الاسلامی.
۴۴. ملک، غلام مرتضی. (۱۴۱۴ق). تفسیر انوار القرآن (ویرایش ۶.۲) [نرم افزار ایزی قرآن و حدیث].
۴۵. میمن، محمد انور. (۲۰۰۳). قرآن کے سائنسی اکتشافات. ادارہ اشاعت اسلام.
۴۶. نجارزادگان، فتح اللہ. (۱۳۸۷ش). رہیافتی بہ مکاتب تفسیری. انتشارات دانشکدہ اصول دین.
۴۷. ندوی، محمد رضی الاسلام. (۲۰۰۳). آیات قرآنی کی سائنسی تعبیر و تشریح خطرات اور ان کا تدارک. در عبد العلی و ظفر الاسلام (ویراستاران)، قرآن اور سائنس سیمینار مقالات (صص. ۴۶–۶۵). ادارہ علوم اسلامیہ.
۴۸. ندوی، محمد شہاب الدین. (۱۹۹۰). قرآن حکیم اور علم نباتات. فرقانیہ اکیڈمی ٹرسٹ.
۴۹. ہمدانی، سید محمد کمال الدین حسین. (۱۹۸۷). قرآن اور علم الافلاک. رنگ محل پبلیکیشنز.

Bibliography

42. Najafī, M. A. (Trans.). (n.d.). Qurʾān-i majīd [The Holy Quran].
43. Abd al-Wadūd, M. (1988). Fiṭrat aur Qurʾān [Nature and the Quran]. Khālid Publishers.
44. Abu Hajar, A. O. (2001). Al-Tafsīr al-ʿilmī lil-Qurʾān fī al-mīzān [The scientific exegesis of the Quran in balance]. Dār al-Madār al-Islāmī.
45. Ādil, N. A. & ʿAbbāsī, K. (2010). Pīshīna-ye tafsīr-e ʿilmī [The background of scientific exegesis]. In Majmūʿa-ye muṭālaʿāt-e ʿilm-e dīnī: Ravesh-shināsī-ye tafsīr-e ʿilmī-e Qurʾān-e Karīm, mabānī wa uṣūl [Collection of studies on religious science: Methodology of scientific exegesis of the Quran, foundations and principles] (pp. 113–137). Quranic Research Foundation of Hawza and University. (Original work published 1389 SH)
46. Ahmad, A. (2008). Tafsīr Bayān al-Qurʾān [Exegesis of the clarification of the Quran] (6.2 ed.) [Easy Quran and Hadith software].

47. Akhavan-Moghadam, Z. (2015). Az daryā be āsmān: Uṣūl-e tafsīr-e Qurʾān-e Karīm [From the sea to the sky: Principles of Quranic exegesis (based on narrations from Ahl al-Bayt (AS))]. Imām Ṣādiq University. (Original work published 1394 SH)
48. Alavī Mehr, Ḥ. (2002). Ravesh-hā wa gīrāyish-hā-ye tafsīrī [Methods and trends in exegesis]. Asvah Publications. (Original work published 1381 SH)
49. Ashraf, A. H. (1993). Pūrī kāʾināt maḥw-e ʿibādat hai [The entire universe is absorbed in worship]. Maktabat al-Balāgh.
50. Awan, I. A. (2009). Qurʾān-e Majīd men̠ atom bomb kā tazkira [The mention of the atom bomb in the Quran]. In A. A. ʿAbd al-Wakīl (Ed.), Islām, science aur musalmān [Islam, science, and Muslims] (pp. –). ʿIlm o ʿIrfān Publishers.
51. Azad, A. A. M. (n.d.). Tarjumān al-Qurʾān [The interpreter of the Quran]. Islāmī Akademī.
52. Bābāʾī, A. A. (2012). Makātib-e tafsīrī [Schools of exegesis]. Research Center of Hawza and University and SAMT. (Original work published 1391 SH)
53. Bābāʾī, A. A. (2015). Qawāʿid-e tafsīr-e Qurʾān [Principles of Quranic exegesis]. Research Center of Hawza and University and SAMT. (Original work published 1394 SH)
54. Bāqī Turkī, H. N. (2002). Qurʾānī āyāt aur ʿilmī ḥaqāʾiq [Quranic verses and scientific facts] (S. M. Fīrūz Shāh, Trans.). ʿAbbās Book Agency.
55. Bayḍāwī, Q. ʿA. ibn ʿU. (1997). Anwār al-tanzīl wa asrār al-taʾwīl [Lights of revelation and secrets of interpretation] (M. ʿA. al-Marʿashlī, Ed.). Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī. (Original work published 1418 AH)
56. Bhattawi, Ḥ. ʿA. S. (2006). Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm [Exegesis of the Noble Quran] (6.2 ed.) [Easy Quran and Hadith software]. (Original work published 1427 AH)
57. Daryābādī, ʿA. M. (2006). Tafsīr Mājidī [Majidi's exegesis]. Pāk Company.
58. Dehkhodā, A. A. (1998). Lughat-nāma [Dictionary]. University of Tehran Press. (Original work published 1377 SH)
59. Dhahabī, M. Ḥ. (n.d.). Al-Tafsīr wa al-mufassirūn [Exegesis and exegetes]. Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī.

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

60. Fākir Maybudī, M. (2007). Qawāʿid al-tafsīr ladā al-Shīʿa wa al-Sunna [Principles of exegesis in Shia and Sunni traditions]. World Assembly for Proximity of Islamic Schools of Thought. (Original work published 1428 AH)
61. Farāhīdī, K. ibn A. (1988). Al-ʿAyn [The source]. Dār al-Hijra. (Original work published 1409 AH)
62. Fayyūmī, A. ibn M. (1984). Al-Miṣbāḥ al-munīr [The illuminating lamp]. Dār al-Riḍā. (Original work published 1405 AH)
63. Habibi, R. (2020). Darāmadī bar falsafa-ye ʿilm [An introduction to the philosophy of science]. Nashr-e Ney. (Original work published 1399 SH)
64. Hamadānī, S. M. K. al-D. Ḥ. (1987). Qurʾān aur ʿilm al-aflāk [The Quran and astronomy]. Rang Maḥal Publications.
65. Husayn, M. (2017). Sir Sayyid-shināsī: Mubālagha aur mughālata [Understanding Sir Syed: Exaggeration and fallacy]. Shafaq Press.
66. Iṣfahānī, Ḥ. ibn M. (1991). Al-Mufradāt fī gharīb al-Qurʾān [Lexicon of Quranic terms]. Dār al-Qalam. (Original work published 1412 AH)
67. Iṣlāḥī, A. A. (2009). Tafsīr tadabbur-e Qurʾān [Exegesis of Quranic reflection]. Fārān Foundation.
68. Karīm-Pūr Qarāmalikī, ʿA. (2018). Darāmadī bar tārīkh-e taḥlīlī-ye tafsīr-e ʿilmī [An introduction to the analytical history of scientific exegesis]. Adabā Publications. (Original work published 1397 SH)
69. Khalīl, M. S. (2003). Tafsīr aṣdaq al-bayān [The most truthful exegesis] (6.2 ed.) [Easy Quran and Hadith software]. (Original work published 1424 AH)
70. Khan, S. S. A. (n.d.). Tafsīr al-Qurʾān [Exegesis of the Quran]. Dost Associates.
71. Khoei, S. A. (1974). Al-Bayān fī tafsīr al-Qurʾān [The elucidation in Quranic exegesis]. Muʾassasat Iḥyāʾ Āthār al-Imām al-Khoei.
72. Madanī, I. (2011). Tafsīr Madanī kabīr [The great Madani exegesis] (6.2 ed.) [Easy Quran and Hadith software]. (Original work published 1432 AH)
73. Malik, G. M. (1993). Tafsīr Anwār al-Qurʾān [Exegesis of the lights of the Quran] (6.2 ed.) [Easy Quran and Hadith software]. (Original work published 1414 AH)

74. Maʿrifat, M. H. (1994). Al-Tamhīd fī ʿulūm al-Qurʾān [Introduction to Quranic sciences] (2nd ed.). Islamic Publishing Institute. (Original work published 1415 AH)
75. Mayman, M. A. (2003). Qurʾān ke ʿilmī iktishāfāt [Scientific discoveries in the Quran]. Idāra-e Ishāʿat-e Islām.
76. Miṣbāḥ Yazdī, M. T. (1999). Maʿārif-e Qurʾān [Teachings of the Quran]. Imam Khomeini Educational and Research Institute. (Original work published 1378 SH)
77. Nadwī, M. R. al-Islām. (2003). Āyāt-e Qurʾānī kī ʿilmī taʿbīr wa tashrīḥ: Khaṭarāt aur un kā tadāruk [Scientific interpretation of Quranic verses: Dangers and remedies]. In ʿA. ʿA. & Ẓ. al-Islām (Eds.), Qurʾān aur science seminar maqālāt [Quran and science seminar papers] (pp. 46–65). Idāra-e ʿUlūm-e Islāmiyya.
78. Nadwī, M. S. al-D. (1990). Qurʾān-e Ḥakīm aur ʿilm-e nabātāt [The Noble Quran and botany]. Furqāniyya Academy Trust.
79. Najjār-Zādagān, F. (2008). Rāh-yāftī be makātib-e tafsīrī [An approach to exegetical schools]. Dāneshkada-e Uṣūl-e Dīn Publications. (Original work published 1387 SH)
80. Rafīʿī Muḥammadī, N. (2000). Tafsīr-e ʿilmī-e Qurʾān (Bar-rasī-ye sayr-e tadwīn wa taṭawwur) [Scientific exegesis of the Quran (examining its compilation and evolution)]. Farhang Gostar Publications. (Original work published 1379 SH)
81. Rafīʿī Muḥammadī, N. (2007). Sayr-e tadwīn wa taṭawwur-e tafsīr-e ʿilmī-e Qurʾān [The compilation and evolution of scientific exegesis of the Quran]. World Center for Islamic Sciences. (Original work published 1386 SH)
82. Rajabī, M. (2006). Ravesh-e tafsīr-e Qurʾān [Methodology of Quranic exegesis] (2nd ed.). Research Center of Hawza and University. (Original work published 1385 SH)
83. Rāzī, F. D. M. ibn ʿU. (1999). Al-Tafsīr al-kabīr (Mafātīḥ al-ghayb) [The great exegesis (Keys to the unseen)] (3rd ed.). Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī. (Original work published 1420 AH)
84. Riḍāʾī Iṣfahānī, M. A. (1996). Darāmadī bar tafsīr-e ʿilmī-e Qurʾān [An introduction to scientific exegesis of the Quran]. Asvah Publications. (Original work published 1375 SH)
85. Riḍāʾī Iṣfahānī, M. A. (2008). Iʿjāz-hā wa shigiftī-hā-ye ʿilmī-e Qurʾān [Scientific miracles and wonders of the Quran] (2nd ed.).

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

Research Center of Quranic Interpretation and Sciences. (Original work published 1387 SH)

86. Riḍāʾī Iṣfahānī, M. A. (2008a). Mantiq-e tafsīr-e Qurʾān (1): Mabānī wa qawāʿid-e tafsīr-e Qurʾān [The logic of Quranic exegesis (1): Foundations and principles]. Al-Muṣṭafā International University. (Original work published 1387 SH)
87. Riḍāʾī Iṣfahānī, M. A. (2008b). Mantiq-e tafsīr-e Qurʾān (2): Ravesh-hā wa gīrāyish-hā-ye tafsīrī [The logic of Quranic exegesis (2): Methods and trends]. Al-Muṣṭafā International University. (Original work published 1387 SH)
88. Riḍāʾī Iṣfahānī, M. A. (2013). ʿUlūm-e Qurʾān (2): Iʿjāz-e Qurʾān dar ʿulūm-e ṭabīʿī wa insānī [Quranic sciences (2): The miraculous nature of the Quran in natural and human sciences]. Al-Muṣṭafā International Translation Center. (Original work published 1392 SH)
89. Ṭabarsī, F. ibn Ḥ. (1993). Majmaʿ al-bayān li-ʿulūm al-Qurʾān [The collection of clarifications on Quranic sciences]. Al-Aʿlamī Institute. (Original work published 1414 AH)
90. Ṭabāṭabāʾī, S. M. Ḥ. (1995). Al-Mīzān fī tafsīr al-Qurʾān [The balance in Quranic exegesis]. Islamic Publications Office. (Original work published 1374 SH)
91. Zamakhsharī, M. ibn ʿU. (1986). Al-Kashshāf ʿan ḥaqāʾiq al-tanzīl [The unveiler of the truths of revelation] (3rd ed.). Dār al-Kitāb al-ʿArabī. (Original work published 1407 AH)